کسی بھی زمان ومکان میں انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج سے ہٹنے کا عدمِ جواز اور اس کے اسباب

فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

(سابق صدر شعبۂ سنت، مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: کتاب منهج الأنبياء في الدعوة الى الله فيه الحكمة والعقل.

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ حفظہ اللہ اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنے کے بعد کہ انبیاء کرام علیہم السلام حکومتیں قائم کرنے نہیں آئے تھے نہ ہی اپنے پیروکاروں کو اس مشن پر لگاتے اور اس کے لالچ دیتے، فرماتے ہیں۔

کسی بھی زمان ومکان میں انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج سے ہٹنے کا عدمِ جواز اور اس کے اسباب

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دعوت الی اللہ میں کسی بھی زمانے وحالات میں داعیان الی اللہ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج سے ہٹنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: گزشتہ اور آئندہ دلائل کی روشنی میں جواب یہی ہے کہ اس منہج کو چھوڑ کر کسی بھی منہج پر عمل کرنا شرعی وعقلی طور پر جائز نہیں، کیوں کہ:

1- یہی وہ سب سے بہترین راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اول تا آخر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مقرر فرمایا۔

اس منہج کو مقرر کرنے والا خود اللہ تعالی ہے جو تمام انسانوں کا خالق، انسانی فطرت کو اور جو چیز ان کی روح اور دل کی اصلاح ودرستگی کا سبب ہے کو بخوبی جاننے والا ہے:

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (الملک:14)

(کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ حالانکہ وہ باریک بین اور ہر چیز سے باخبر ہے)

وہ حکیم وعلیم ہے اپنے تخلیق میں بھی اور اپنی شریعت میں بھی، اور اسی نے یہ منہج اپنی مخلوق میں سے سب سے افضل کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

2- تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اسی منہج کا التزام کیا اور اسی طریقہ پر کاربند رہے، جو اس بات پر بالکل واضح دلیل ہے کہ یہ اجتہاد کا میدان نہیں ہے۔ ہم نہیں پاتے:

کسی پیغمبر نے اپنی دعوت کا آغاز تصوّف سے کیا ہو۔

کسی نے فلسفے اور کلام سے کیا ہو۔

اور دوسروں نے سیاست سے کیا ہو۔

بلکہ ہم پاتے ہیں کہ تمام کے تمام پیغمبروں نے ایک ہی منہج کی اتباع کی اور ایک ہی طرح کا سب نے اہتمام کیا اور وہ ہے سب سے پہلے اول درجے پر ہمیشہ توحید کی دعوت۔

3- اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر (جن کی اتباع ہم پر فرض ہے) گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء اور ان کے مسلک کی اتباع کو واجب قرار دیا، اٹھارہ پیغمبروں کے تذکرے کے بعد فرمایا:

﴿أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (الانعام:90)

(یہی وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت عطا کی تھی، پس آپ بھی انہیں کے طریقے پر چلیے)

اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کرکے اور اس کا شدید اہتمام کرکے ان کے طریقے کی اقتداء فرمائی۔

4- چونکہ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اپنی مکمل وبھرپور صورت میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعوت میں پائی جاتی تھی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مزید تاکید کرتے ہوئے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے منہج کی اتباع کا حکم دیا:

﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النحل: 123)

(پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کریں جو یکسو تھے اور مشرک نہیں تھے)

آپ کی اتباع کے حکم میں آپ کی ملت کی پیروی شامل ہے جو کہ توحید کی دعوت اور شرک کی مخالفت ہے، اور آپ کے منہج پر چلنے کو بھی شامل ہے جو کہ اپنی دعوت کو توحید سے شروع کرنا ہے۔ اللہ تعالی نے امت محمدیہ کو بھی اس نبیٔ حنیف کی ملت کی پیروی کا حکم دیا ہے جس نے اس تاکید کو اور زیادہ کر دیا، فرمان باری تعالی ہے:

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (آل عمران:95)

(کہو! اللہ نے سچ کہا: تم ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو یکسو تھے اور مشرکوں میں نہ تھے)

چنانچہ یہ امت مسلمہ مامور ہے آپ کی ملت کی پیروی کرنے پر، اب جس طرح آپ کی ملت کی مخالفت ناجائز ہے اسی طرح توحید کی دعوت، شرک، مظاہر و وسائل شرک کے خلاف محاذ آرائی میں بھی آپ کے منہج سے ہٹنا ناجائز ہے۔

5- ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:59)

(اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے میں سے ولاۃ امور (حکمرانوں) کی، اگر تم آپس میں کسی معاملے میں اختلاف کر لو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے)

جب ہم قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ تمام پیغمبروں کا عقیدہ توحید کا عقیدہ تھا، اور ان کی دعوت کا آغاز اسی سے ہوا ان کی تمام تعلیمات میں سب سے اہم اور عظیم توحید ہی تھی۔

اور ہم پاتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو ان کی اتباع اور ان کے منہج کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور اگر ہم رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر غور کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ بلاشبہ آپ کی دعوت، آغاز سے انجام تک توحید کا اہتمام، شرک، اس کے مظاہر اور وسائلِ شرک کی مخالفت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ہم نے گزشتہ صفحات میں اس سے متعلق کچھ باتیں ذکر کر دی ہیں۔

6- اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اسے فطری و شرعی قانون کی لڑی میں پرو دیا۔ کائنات کے لئے کچھ قانون بنائے

گئے ہیں، اگر ان قوانین میں خلل آگیا تو ساری کائنات عظیم تباہی سے دوچار ہو جائے گی۔ چناچہ آسمانوں، زمین، افلاک، ستارے اور سورج، چاند کے لئے دستور وضع کیے ہیں، اگر اس دستور میں خلل واقع ہوا تو کائنات کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔

یہ بھی اللہ کا فطری دستور ہے کہ تمام جاندار بشمول انسان، روح اور جسم سے زندہ رہتے ہیں، اگر روح جسم سے نکل گئی تو جسم مر جائے گا، بگڑ جائے گا، اور سڑ جائے گا، پھر ضروری ہو جائے گا کہ اسے زمین میں دفن کر دیا جائے تاکہ زمین کے باشندوں کو اس کی سڑن اور بدبو سے تکلیف نہ ہو۔

اسی طرح اللہ کا دستور عالم نباتات کے لئے یہ ہے کہ درخت صرف جڑ اور تنے پر کھڑا رہ کر زندہ رہے گا۔ جب جڑ ہی کاٹ دی جائیں تو شاخیں مرجھا جاتی اور زندگی سے محروم ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح عالمِ شرائع کے لئے یہ دستور ہے کہ کوئی بھی شریعت صرف عقیدہ سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اگر شریعت سے عقیدہ ہٹ جائے تو صحیح شریعت باقی نہیں رہتی۔

شریعت ابراہیمی علیہ السلام کی مثال لیں، جو عرب میں صدیوں باقی رہی، لیکن جس وقت عمرو بن لحی الخزاعی نے اس میں شرک داخل کیا تو وہ ایک وثنی وبت پرست شریعت بن گئی۔ اس کی حقیقت بدل گئی۔ کیوں کہ اس نے اس عقیدۂ توحید کو کھو دیا جس بنیاد پر وہ قائم تھی اور وہ اس کی اصل اصیل تھی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ“[1]

(میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے اونٹنیوں کو بتوں کے نام پر چھوڑا)۔

---

[1] أخرجه البخاري 65- كتاب التفسير، باب ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام، حديث (4623)، ومسلم، 10- كتاب الكسوف، حديث (9)، و51- كتاب الجنة، باب (13) حديث (51،50)، وأحمد (257/2).

اور انہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لأَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيّ: يَا أَكْثَمُ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، فَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَشْبَهَ بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهِ وَلا بِكَ مِنْهُ، فَقَالَ أَكْثَمُ: عَسَى أَنْ يَضُرَّنِي شَبَهُهُ يَا نَبِيَّ اللهِ، قَالَ: لا، إِنَّكَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ إِنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِينَ إِسْمَاعِيلَ، فَنَصَبَ الأَوْثَانَ وَبَحَرَ الْبَحِيرَةَ، وَسَيَّبَ السَّائِبَةَ، وَوَصَلَ الْوَصِيلَةَ، وَحَمَى الْحَامِي“[2]

(میں نے رسول ﷺ کو اکثم بن الجون الخزاعی سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا وہ اپنی آنتیں دوزخ میں کھینچ رہا تھا، میں نے اس جیسا تمہارے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تم جیسا اس کے علاوہ کسی کو دیکھا ہے۔ اکثم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہو سکتا ہے کہ اس کی مشابہت مجھے نقصان پہنچائے۔ آپ نے فرمایا: نہیں تم مومن ہو اور وہ کافر تھا، یہی وہ شخص تھا، جس نے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام کے دین کو بدل ڈالا اور بتوں کو نصب کیا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام[3]

[2] السيرة لابن هشام (76/1) قال: قال ابن إسحاق: وحدثني محمد بن إبراهيم التيمي أنَّ أبا صالح السمان حدثه أنه سمع أبا هريرة يقول: سمعت رسول الله ﷺ وذكر الحديث وقد صرح ابن إسحاق بالتحديث وبقية الإسناد ثقات فهو إسناد حسن على أقل تقدير.

[3] یہ اسماء ان چوپایوں کے ہیں جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑے جاتے تھے، جن کا ذکر قرآن کریم سورۂ مائدۃ 103 میں ہے۔ ان کی تفصیل کے بارے میں خباب بن سعید رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں وارد ہے کہ ”بحيرة“ وہ جانور جس کا دودھ دوہنا چھوڑ دیا جاتا تھا اور کہا جاتا یہ بتوں کے لئے ہے۔ چناچہ کوئی شخص اس کے تھنوں کو ہاتھ نہ لگاتا۔ ”سائبة“ وہ جانور جسے وہ بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے، اسے نہ سواری کے لئے استعمال کرتے نہ باربرداری کے لئے۔ ”وصيلة“ وہ اونٹنی جس سے پہلی مرتبہ مادہ پیدا ہوتی اور اس کے بعد پھر دوبارہ مادہ پیدا ہوتی (یعنی ایک کے بعد ایک مادہ ان کے درمیان کسی نر کی پیدائش کی وجہ سے تفریق نہ ہوتی) ایسی اونٹنی کو بھی وہ بتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتے۔ اور ”حام“ وہ نر اونٹ ہے جس کی نسل سے کئی بچے ہو چکے ہوں، تو اس سے بھی سواری اور باربرداری کا کام نہ لیتے اور بتوں کے نام چھوڑ دیتے، اسے وہ حامی کہتے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

وغیرہ کو ایجاد کیا)۔

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے لائے ہوئے شرعی عقیدے کو عمرو بن لحی کے بدلنے کے بعد یہ مقدس دین وثنی وبت پرست دین میں تبدیل ہو کر رہ گیا، اگرچہ کہ عرب کے بت واوثان پرست اپنی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی جانب کرنے پر مصر تھے، اور وہ آپ کی شریعت کے کچھ بقایا، جیسے بیت اللہ کی تعظیم، اس کا طواف، حج وعمرہ کی ادائیگی، عرفہ ومزدلفہ میں قیام اور اونٹوں کی قربانی جیسی اللہ کا تقرب عطاء کرنے والی عبادتوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔

اسی طرح موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی رسالت، توحید کی دعوت اور آسمانی شریعت پر قائم تھی، لیکن جب یہودیوں کے اس قول سے کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کے اس قول سے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں ان دونوں مذہبوں نے توحید کا عنصر کھودیا تو یہ دونوں کافر دین میں تبدیل ہوگئے، جن کی نسبت نہ اللہ کی طرف جائز ہے اور نہ ہی ان دو محترم پیغمبروں کی طرف۔

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ، وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـــُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (التوبۃ:29-30)

(اہل کتاب میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، نہ اس چیز کو حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے، اور نہ ہی سچا دین قبول کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں، اور یہود نے کہا: کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، جو وہ اگلے کافروں کی دیکھا دیکھی میں کر رہے ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں دھوکا کھائے جا رہے ہیں)

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ، تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ، وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ،

فَيُدْعَى الْيَهُودُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقَالُوا: عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَاذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ: مَاذَا تَنْتَظِرُونَ؟ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالُوا: فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، مَرَّتَيْنِ"[4]

(قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا! جو امت جس کی عبادت کرتی تھی اس کے ساتھ چلی جائے[5]، ان میں سے کوئی باقی

---

[4] أخرجه البخاري، 65- كتاب التفسير، سورة النساء 8- باب إن الله لا يظلم مثقال ذرة، حديث (4581)، ومسلم، 1- كتاب الإيمان، 81- باب معرفة الرؤية، حديث (302).

[5] یہ وہ شرک ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان:13) (بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے) یہ راہ ہوگی تمام بت پرستوں اور اور اہل کتاب کی کہ "تتبع كل أمة ما كانت تعبد... إلخ" (ہر امت اپنے معبود کے پیچھے جائے گی۔۔) اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو توحید سے جاہل ہوتے ہیں اور اس عظیم شرک کے معاملے کو بہت ہلکا سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو دیہاتوں والا اور سادہ لوح شرک ہے محض اس معاملہ کو ہلکا ظاہر کرنے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے جانشینوں کی دعوت کی توہین کرنے کو اور دوسری طرف حکمرانوں کے خلاف اپنی سیاسی کشمکش کو اور جو کچھ وہ عادات وتقالید کی پیروی کرتے ہیں اسے جدید تمدنی شرک قرار دیتے ہیں۔ محض اسے اور اپنی دعوت کو اس کی حد سے بڑھا چڑھا کر ظاہر کرنے کی خاطر۔ لوگوں کو یہ تاثر دے کر کہ گویا ہم ان مشکلات سے بھی بڑی مشکلات سے نبرد آزما ہیں جس سے انبیاء کرام، ان کے جانشین اور وہ مصلحین جنہوں نے شرک اکبر اور اس سے ملحقہ گمراہیوں کے خلاف جنگ میں ان کے منہج کی پیروی کی بر سر پیکار تھے۔ پھر کیوں نہیں اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدید تمدنی شرک اور ان کے بت (پارلیمنٹ وغیرہ) کی راہ کا ذکر فرمایا ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ (مریم:64) (اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں) کیا اس جدید تمدنی شرک کے بیان کے لئے کسی نئی نبوت کی ضرورت ہے جو ان

نہیں رہے گا کہ جو اللہ کے علاوہ بتوں اور تھان کو پوجتے تھے الا یہ کہ وہ سب جہنم کی آگ میں جا گریں گے، یہاں تک کہ جب صرف اللہ کی عبادت کرنے والے چاہے وہ نیکو کار ہوں یا بدکار باقی رہیں گے اور کچھ اہل کتاب کے باقی ماندہ لوگ[6]، سب سے پہلے یہود کو بلایا جائے گا، پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: اللہ کے بیٹے عزیر کی۔ ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے نہ بیٹا، تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے: اے رب! ہم پیاسے ہیں پانی پلا۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا اس طرف نہیں چلتے۔ پس وہ اس آگ کی طرف ہانکے جائیں گے جو ایک دوسرے کو کھائے جا رہی ہو گی، وہ اسے دور سے چمکتی ہوئی ریت سمجھ کر (جو پانی معلوم ہو گی) وہاں لپکیں گے، پھر اسی میں جا گریں گے۔

پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے نہ بیٹا۔ پھر کہا جائے گا: تم کیا چاہتے ہو؟ وہ وہی کہیں گے اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا جو یہود کے ساتھ ہوا۔

یہاں تک کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرنے والے باقی رہ جائیں گے۔ ان میں اچھے برے تمام (مگر سب موحد) ہوں گے۔ ان کے پاس رب العالمین ایسی صورت میں جلوہ گر ہو گا جو پہلی صورت سے جسے وہ دیکھ چکے ہوں گے ملتی جلتی ہو گی (یہ وہ صورت نہ ہو گی) اب ان سے کہا جائے گا: تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ جب کہ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ جا رہی ہے؟ وہ کہیں گے: جس وقت میں ہم کو ان گمراہ لوگوں کی ضرورت تھی اس وقت ہم ان سے جدا رہے، ان کا ساتھ نہیں دیا، اب ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی ہم عبادت کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں، وہ دو مرتبہ کہیں گے: ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں)۔

کی اور ان کے بتوں جیسے کلچر، تقالید وعادات وغیرہ اور ان کی راہ کی نشاندہی کرے گی جس پر وہ بروز قیامت چلے گیں؟ ہم ہرگز بھی ان گناہوں کو ہلکا خیال نہیں کرتے لیکن ہم اس شدید غلو کے مخالفت کرتے ہیں جو پچھلے خوارج کے گناہوں کے متعلق غلو سے بھی کئی درجہ بڑھ کر ہے۔

[6] الغبرات: غُبَّر کی جمع ہے۔النهاية في غريب الحديث (338/3). حافظ ابن حجر الفتح (449/11) میں فرماتے ہیں: غُبَّر أهل الكتاب، بضم الغين المعجمة وتشديد الموحدة اور مسلم کی روایت میں ہے: وغَبَّر أهل الكتاب. كلاهما جمع غابر والغبرات: جمع غبَّر وغبَّر جمع غابر ويجمع أيضاً على أغبار، وغبر الشيء بقيته. (غبر کسی چیز کے بقایاجات کو کہا جاتا ہے)۔

مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ یہود اور نصاریٰ نے عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کی عبادت کرکے اور ان کے بارے میں جو کچھ وہ کہتے تھے کہہ کر ان دونوں پیغمبروں کے توحید اور ایمان والی رسالتوں کو بگاڑ دیا، جس کی وجہ سے وہ مشرکین و کفار بن گئے، اور یہ دونوں سچی رسالتیں ان کی خبیث حرکتوں اور گھٹیاں تحریفوں کے سبب دوو ثن وبت پرست وکافرادیان میں تبدیل ہوگئیں۔ جن کی نسبت نہ اللہ کی جانب درست ہے اور نہ دونوں برگزیدہ پیغمبروں کی طرف، اگرچہ شریعت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی کئی چیزیں بنا تحریف ان میں اب تک باقی ہی کیوں نہ ہوں۔

اس سے قارئین کرام پر یہ بات اچھی طرح عیاں ہوگئی کہ عقیدہ توحید، تمام پیغمبروں بشمول، خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعتوں میں وہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے جیسے عمارت کے لیے اساس، کوئی عمارت بغیر اساس کے کھڑی نہیں رہ سکتی، اور جیسے درخت کے لیے اس کی جڑیں، جڑ کے بغیر درخت کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی، اور جیسے جسم کے لیے روح، جسم کا قائم رہنا اور اس میں زندگی رہنا روح کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا یہ عقلی اور شرعی دلیلیں اہل نظر کو وہ پیمانہ دیتی ہیں کہ وہ اس پر پرکھ کر ان مختلف دعوتوں کا جائزہ لیں تاکہ جان لیں کہ کون سی دعوت انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج کے مطابق ہے اور کون سی اس جادۂ حق سے ہٹی ہوئی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کے تشریعی طریقے کو سمجھانے کے لئے بطور وضاحت تین مثالیں مزید پیش کرتا ہوں، جس سے یہ عیاں ہوگا کہ نظم وترتیب کی پابندی اسلام کے ہر کام کے لئے لازمی ہے جس سے ہرگز ہٹا نہیں جاسکتا۔

1- نماز:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عملی طور پر نماز کی تعلیم دی ہے، اور فرمایا:

”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي“[7]

---

[7] أخرجه البخاري، 10- كتاب الأذان، 18- باب أذان المسافر، حديث (631)، و78- كتاب الطب، 27- باب رحمة الناس والبهائم، حديث (6008)، و95- كتاب أخبار الآحاد، 1- باب ما جاء في إجازة خبر الواحد، حديث (7246)،

(نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے)۔

آپ ﷺ نے نماز کو قیام سے شروع کیا، پھر تکبیر کہی، پھر قرأت فرمائی، پھر رکوع، پھر سجدہ کیا، یہ پہلی اور دوسری رکعت میں آپ کا عمل تھا، پھر دوسری رکعت بھی ایسے ہی ادا فرمائی، پھر آپ ﷺ نے پہلا تشہد کیا پھر دوسرا تشہد کیا، پھر سلام پھیرا۔

اگر کوئی جماعت یہ کہے کہ: آج کے دور میں یہ افضل یا واجب ہے کہ ہم نماز سلام سے شروع کریں اور تکبیر پر ختم کریں، یا رکوع سے پہلے سجدہ کریں، یا تشہد کو فاتحہ کی جگہ رکھیں یا فاتحہ تشہد کی جگہ پر رکھیں۔ پس اگر کسی نے اس طرح نماز ادا کی یا ثابت شدہ طریقے میں تھوڑے سے ردوبدل سے کام لیا، کیا اس کی نماز صحیح ہو گی یا اسلامی ہو گی؟!!

2-حج:

رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور لوگوں کو مناسکِ حج سکھلائے پھر فرمایا:

”خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ“[8]

(تم مجھ سے حج کے احکام سیکھو)۔

عرفات میں ٹھہرنے کا وقت اور دن متعین فرمایا جو کہ 9 ذی الحجہ ہے، اسی طرح سے مزدلفہ میں ایک معین رات گزرانے کا حکم دیا، اور یوم النحر (10 ذی الحجہ) اور ایام تشریق (11، 12، 13 ذی الحجہ) کے دن اور راتوں کو ایک خاص جگہ اور خاص وقت میں گزارنے کا حکم دیا، طواف افاضہ کے لئے ایک معین وقت، سعی کے لئے بھی ایک خاص جگہ صفا سے مروہ کے مابین مقرر فرمائی، اس کی ابتداء اور اختتام کی تحدید فرمائی۔

ومسلم،5- كتاب المساجد، 53- باب من أحق بالإمامة، حديث (292)، والنسائي (8/2)، = والدارمي (329/1)، حديث (1256)، وأحمد (436/3)، كلهم من حديث مالك بن الحويرث رضي الله عنه.

8 صحیح مسلم 2294، السنن الکبری للبیہقی 8815۔

اگر کوئی جماعت ان مناسک میں سے کچھ کے اوقات اور مقامات بدلنا چاہے مثال کے طور پر کہے کہ کو طواف افاضہ 7/ذی الحجہ کو رکھا جائے اور اسے (بجائے کعبۃ اللہ کے) صفا مروہ کے درمیان کیا جائے۔ اور ہم میدانِ عرفات میں پڑاؤ کو 8 ذی الحجہ میں منتقل کرنا چاہتے ہیں، یا 10 ذی الحجہ کو مزدلفہ یا منیٰ منتقل کرنا چاہتے ہیں، اور قربانی میدانِ عرفات میں کرنا چاہتے ہیں، یا حاجیوں کے احوال وظروف اور حسب مصلحت ان مناسک میں تقدیم یا تاخیر کرلیں، تو کیا یہ حج اسلامی کہلائے گا، یا اسے اس عظیم عبادت کی صورت مسخ کرنا اور اس کے ساتھ کھلواڑ قرار دیا جائے گا؟!!

3- مقصدِ تحریر:

محمد رسول اللہ ﷺ نے اور اسی طرح سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا۔ اور آپ ﷺ اپنے تمام امراء اور مبلغوں کو دین کی دعوت توحید سے شروع کرنے کی وصیت فرماتے کہ جس کی مثالیں احادیث مبارکہ میں بھری پڑی ہیں۔ جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ۔ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ“[9]

(تم ایک ایسی قوم کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب سے ہے، تو چاہیے کہ سب سے پہلے ان کو لا إلہ إلا اللہ (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) اور بے شک میں (محمد ﷺ) رسول اللہ ہوں کی گواہی کی طرف بلاؤ، اگر انہوں نے اس میں تمہاری بات مان لی تو تم ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے شب وروز میں ان پر پانچ نمازیں فرض کر رکھی ہیں۔ اگر وہ اس میں بھی تمہاری مان لیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر ایک صدقہ (زکوۃ) فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر انہی کے غریبوں میں تقسیم کردی جائے گی)۔

کیا آپ اس حدیث میں ایک منظم دعوت اور منظم شریعت کو نہیں دیکھتے۔

جو اصل الاصول (توحید) سے شروع ہو کر درجہ بدرجہ اہم چیزوں کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے، ہم اس واضح ترتیب کو سمجھنے

---

9 تخریج گزر چکی ہے۔

سے کیوں قاصر ہیں؟ اور کیوں اس کا التزام وپابندی نہیں کرتے؟ ایسا کیوں ہے کہ ہم عبادات اور اس کے جزئیات کے معاملے میں اللہ کے تشریعی طریقے اور ترتیب کی باریکیوں تک کو تو سمجھ رہے ہیں، لیکن دعوت کے میدان میں متواتر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ کے مقرر کردہ جن اصول وضوابط، طریقے اور ترتیب کی ایک ہی نہج پر پابندی کی، اس کو نہیں سمجھ رہے۔

اور اس عظیم منہج کی مخالفت یا اسے نظر انداز کرنے کو جائز قرار دے رہے ہیں؟!!

یہ ایک خطرناک معاملہ ہے داعیان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور اپنے غلط مواقف کو بدلیں۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب و سنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی و مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن و سنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں
info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔